سیرت صحابہ

محمد وسیم اختر مفتی

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹوں میں سے قیدار کی اولاد مکہ میں مقیم رہی۔ ان کی باونویں پشت میں زید بن کلاب کی پیدایش ہوئی۔ باپ کی وفات کے بعد مکہ سے دور شام میں سوتیلے باپ اور سوتیلے بہن بھائیوں کے ساتھ پرورش پانے کی وجہ سے وہ قصی (بعید) کے لقب سے مشہور ہوئے۔ قصی کے چار بیٹے عبدالدار، عبد مناف، عبد العزیٰ، عبد اور دو بیٹیاں تخمر اور برّہ تھیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عبد مناف کی اولاد سے تھے جبکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نسب عبدالعزیٰ سے جا ملتا ہے۔ نبی کریم کا شجرۂ نسب یوں ہے: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی اور سیدہ خدیجہ کا اس طرح ہے، خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی۔ قصی سے اوپر آپ دونوں کا شجرہ یکساں ہے یعنی کلاب بن مرّہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ ام المومنین کا قبیلہ بنو اسد قریش کے نو ممتاز خاندانوں میں شامل تھا۔ دارالندوہ کا انتظام ان کے پاس تھا۔ قریش کے اہل حل وعقد اہم مسائل ان کے مشورے سے حل کرتے۔ رشتے میں حضرت خدیجہ کے پوتے یزید بن زمعہ اس خاندان کے آخری فرد تھے جو دارالندوہ کے انچارج ہوئے جبکہ آپ کے سگے بھتیجے حکیم بن حزام اس کے منتظم رہے۔ جب شاہ یمن تبّع نے حجر اسود کو یمن لے جانا چاہا تو خدیجہ کے والد خویلد ہی تھے جو قریش کے ایک جتھے کے ساتھ اس کے مقابل کھڑے ہو گئے۔ اس خاندان کے دوسرے نمایاں افراد میں سے ورقہ بن نوفل خدیجہ کے چچا زاد بھائی تھے اور مشہور صحابی زبیر بن عوام آپ کے بھتیجے تھے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عام الفیل سے پندرہ برس قبل پیدا ہوئیں۔ زمانۂ جاہلیت سے آپ کا لقب طاہرہ تھا۔ آپ کا پہلا نکاح ابو ہالہ ہند بن زرارہ تمیمی سے ہوا جن سے دو بیٹے ہند اور حارث اور ایک بیٹی زینب پیدا ہوئیں۔ اس پہلے بیٹے ہند کے نام پر آپ کی کنیت ام ہند تھی۔ ابو ہالہ کی وفات کے بعد آپ کا دوسرا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا جن سے ایک بیٹی ام محمد کی ولادت ہوئی۔ ہند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ کر پرورش پائی، مسلمان ہوئے اور بصرہ میں وفات پائی۔ خدیجہ کی عمر ۳۵ سال تھی کہ آپ کے والد خویلد بن اسد کا انتقال ہوا۔ تب حرب فجار نہ ہوئی تھی اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں نہ آئی تھیں۔ اس حقیقت سے ان روایتوں کا واہی ہونا یقینی ہو جاتا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی شادی کے بارے میں بیان کی جاتی ہیں کہ آپ نے اپنے والد کی مرضی کے خلاف ان کو شراب میں مدہوش کر کے تقریب نکاح منعقد کی۔

عام رؤسائے قریش کی طرح تجارت ہی حضرت خدیجہ کا ذریعۂ آمدن تھی۔ ان کا مال بڑے پیمانے پر شام جاتا تھا اور قریش کے دوسروں تاجروں کے جانے والے مجموعی مال کے برابر ہوتا۔ والد کی وفات کے بعد جب ان کے دوسرے شوہر بھی فوت ہو گئے تو انھوں نے اجرت پر تجارت شروع کی۔ کئی سال تک اپنے غلام میسرہ یا شاید اپنے چچا عمرو بن اسد کی نگرانی میں وہ کاروبار کرتی رہیں۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس ہو چکی تھی۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو جانتی تھیں کیونکہ آپ کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب، عوام بن خویلد کی بیوی اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بھابھی تھیں۔ آپ اس سے پہلے بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کا سفر کر چکے تھے۔ عبد اللہ بن ابو الحسا اور سائب بن عویمر مخزومی کے ساتھ کاروبار شراکت میں آپ کی دیانت وصداقت آپ کو امین کا لقب دے چکی تھی۔ انھی دنوں آپ کے چچا ابو طالب نے کہا: ''میرے پاس مال و دولت نہیں اور ہماری گزر اوقات مشکل سے ہو رہی ہے۔ قریش کا یہ قافلہ شام کو جانے والا ہے۔ خدیجہ بنت خویلد اپنے تجارتی قافلوں کے ساتھ نگرانی کے لیے قریش کے آدمیوں کو بھیجتی ہیں۔ اگر تم ان کے پاس جا کر خود جانے کی پیش کش کرو تو وہ فوراً مان جائیں گی۔'' ابو طالب کے اس مشورے کی خبر خدیجہ کو پہلے ہی مل گئی، چنانچہ انھوں نے آپ کو پیغام بھیجا: ''میں آپ کو اپنی قوم کے افراد کو دینے والی اجرت سے دوگنا معاوضہ دوں گی۔'' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابو طالب نے خود جا کر ان سے معاوضہ بڑھانے کی بات کی۔ اس سفر میں خدیجہ کا غلام میسرہ آپ کے ساتھ تھا۔ آپ کے چچا اہل قافلہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دھیان رکھنے کی نصیحت کرتے رہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شام کے شہر بصریٰ پہنچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور میسرہ، دونوں ایک درخت کے سائے تلے بیٹھے تھے۔ قریب ہی نسطورا نامی ایک راہب کا معبد تھا۔ وہ میسرہ سے ملا

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

اور آپ کے نبی ہونے کی پیشین گوئی کی۔ سودا بیچتے ہوئے ایک آدمی سے آپ کی تکرار ہو گئی تو اس نے کہا: ''لات اور عزیٰ کی قسم کھاؤ۔'' آپ نے جواب میں فرمایا: ''میں نے ان کی قسم کبھی نہیں کھائی۔ میں تو ان کے پاس سے گزرتے ہوئے منہ پرے کر لیتا ہوں۔'' تب اس شخص نے آپ کی بات مان لی اور میسرہ کو کہا: ''اللہ کی قسم! یہ وہ نبی ہیں جن کا ذکر ہمارے علما نے اپنے صحیفوں میں پڑھا ہے۔'' آپ نے وہ سامان تجارت فروخت کیا اور اس کے بدلے میں اور سامان خرید لیا جسے مکہ میں بیچنے سے مزید منافع ہوا۔ سیدہ خدیجہ نے طے شدہ معاوضے سے بھی دوگنا آپ کو ادا کیا۔

میسرہ نے سفر سے واپسی پر اپنی مالکہ کو اپنے مشاہدات بتائے۔ خدیجہ نے ورقہ بن نوفل سے ان باتوں کا تذکرہ کیا تو انھوں نے کہا: ''اگر یہ باتیں سچ ہیں تو محمد اس امت کے وہ نبی ہیں جن کا انتظار کیا جا رہا ہے، یہی ان کے آنے کا زمانہ ہے۔'' اسی دوران میں مکہ میں آپ کی نیک نامی اور امانت کے خوب چرچے ہوئے۔ تین ماہ کا عرصہ نہ گزرا تھا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف نفیسہ بنت منیہ کو پیغام بر بنا کر بھیجا حالانکہ وہ پہلے بڑے بڑے سرداروں کی درخواست نکاح کو رد کر چکی تھیں۔ نفیسہ نے آ کر آپ سے پوچھا: ''اے محمد! آپ کے شادی کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ آپ نے جواب دیا: ''میرے پاس مال نہیں جس کے ذریعے سے شادی کر سکوں۔'' اس نے کہا: ''اگر آپ کو مال سے بے نیاز کر دیا جائے اور خوب صورتی، دولت اور عزت کی دعوت دی جائے تو کیا آپ قبول کر لیں گے؟'' آپ نے پوچھا: ''یہ خاتون کون ہیں؟'' اس نے بتایا: ''خدیجہ۔'' آپ نے پوچھا: ''یہ رشتہ کیسے ہو گا؟'' اس نے کہا: ''میں کراؤں گی۔'' اس وقت خدیجہ کے چچا عمرو بن اسد زندہ تھے۔ یہ مقدس رشتہ طے ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچاؤں ابوطالب، حمزہ اور خاندان کے دوسرے بزرگوں کے ساتھ سیدہ خدیجہ کے مکان پر آئے۔ آپ کے سرپرست اور چچا ابوطالب نے وہ مختصر خطبہ پڑھا جو عربی ادب کی تاریخ کا حصہ بن گیا ہے اور پانچ سو درہم مہر کے عوض یہ نکاح انجام پایا۔ یہ بعثت سے پندرہ سال پہلے ۲۵ عام الفیل کا سن تھا، آپ کی عمر مبارک ۲۵ برس اور ام المومنین خدیجہ کی ۴۰ سال تھی۔ کچھ روایتوں میں ان کی عمر ۳۵ سال بتائی گئی ہے۔ سید مرتضیٰ اور ابوجعفر طوسی کا بیان صحیح نہیں کہ حضرت خدیجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت کنواری تھیں۔ یہ پاک رشتہ ۲۴ سال نبھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کی زندگی میں دوسری شادی نہ کی اور حضرت ابراہیم کے علاوہ آپ کی تمام اولاد انھی کے بطن سے پیدا ہوئی۔ اگرچہ تاریخ میں ان کے حلیے کی تفصیل نہیں ملتی، لیکن پیام نکاح لے جانے والی نفیسہ بنت منیہ کے الفاظ ''اگر آپ کو مال، جمال اور اخراجات کی کفالت کی دعوت دی جائے تو آپ منظور کریں گے؟'' ظاہر کرتے ہیں کہ آپ خوب صورت تھیں۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا رویاے صالحہ سے ہوئی، جو خواب آپ دیکھتے سپیدۂ سحر کی طرح نمودار ہو جاتا۔ پھر آپ خلوت گزیں ہو گئے، خور و نوش کا سامان لے جا کر کئی کئی راتیں تنہا غار حرا میں گزارتے۔ آپ اسی غار میں تھے کہ جبریل علیہ السلام کی آمد ہوئی۔ حکم ہوا، 'اقــرأ'، پڑھ۔ جواب فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں۔ جبریل نے پکڑا، پکڑ کر دبایا اور کہا، 'اقرأ'، پڑھ۔ آپ نے جواب ارشاد کیا، میں پڑھا ہوا نہیں۔ تیسری بار بھی یہ سوال جواب ہوا اور پھر وحی مکمل ہوئی: 'اقرأ باسم ربك الذی خلق. خلق الانسان من علق . اقرأ و ربك الاکرم. الذی علّم بالقلم. علّم الانسان ما لم یعلم'۔ ''پڑھ اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے پیدا کیا۔ پیدا کیا انسان کو خون کے جمے لوتھڑے سے۔ پڑھ، اور تیرا رب بہت با عزت (اور کرم فرما) ہے۔ جس نے سکھایا قلم کے ذریعے سے۔ سکھایا انسان کو جو وہ نہ جانتا تھا۔'' (سورۂ علق ۱۔۵) اس وحی سے آپ اس قدر خوف زدہ ہوئے کہ کانپنے لگے۔ گھر پہنچ کر کمبل اڑھانے کو کہا۔ تب حضرت خدیجہ ہی تھیں جنھوں نے آپ کی ڈھارس بندھائی انھوں نے کہا: ''نہیں! واللہ، خدا آپ کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلۂ رحمی کرتے ہیں، بے کسوں اور فقیروں کی مدد کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مشکلات میں حق کی حمایت کرتے ہیں۔'' پھر وہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو نصرانی ہو چکے تھے، عام عربوں کے برعکس لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور عربی میں انجیل تحریر کرتے تھے۔ اس وقت وہ ضعیف اور نابینا ہو گئے تھے، انھوں نے غار حرا میں وحی لانے والے فرشتے کی تفصیل سن کر کہا: ''یہ وہ ناموس ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔ کاش اس وقت مجھ میں قوت ہوتی اور میں زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کرے گی۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟'' ورقہ کا جواب تھا: ''دنیا میں جب بھی کوئی پیام وحی لایا تو دنیا اس کی دشمن ہو گئی۔ اگر تب میں زندہ ہوا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔'' تھوڑے دنوں کے بعد ورقہ کو اجل نے آن لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کی روشنی میں حضرت خدیجہ کے قبول اسلام کا زمانہ متعین کیا جا سکتا ہے۔ مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ وہ مردوں اور عورتوں میں سب سے پہلے اسلام لائیں۔ کچھ حضرات کہتے ہیں کہ علی سب سے پہلے ایمان لائے، لیکن وہ اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھے، ان کے برعکس واقدی کا کہنا ہے کہ وہ اعلان نبوت کے ایک سال بعد مسلمان ہوئے۔ یہ روایت بھی مشہور ہے کہ ابوبکر پہلے مسلمان تھے۔ اس مسئلے کو اس طرح حل کیا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرا سے اتر کر سب سے پہلے گھر تشریف لائے اور اپنی اہلیہ خدیجہ ہی سے کہا: 'زمّلونی، زمّلونی' (مجھے کمبل اڑھاؤ، مجھے کمبل اڑھاؤ)۔ وہ آپ سے نکاح سے پہلے ہی اپنے چچا زاد ورقہ سے آپ میں نبوت کی نشانیوں کا پایا جانا معلوم کر چکی

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net

تھیں، اس کے علاوہ آپ کے ساتھ پندرہ سالہ خانگی زندگی گزار کر آپ کی راست بازی اور دیانت کا تجربہ کر چکی تھیں۔ اس لیے اسی لمحے انھوں نے ایمان قبول کر لیا ہو گا، ان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج شناس اور قریبی دوست ابو بکر کا نمبر رہا ہو گا اور اس وقت آپ کے زیر کفالت علی کو حقیقت ایمان کو سمجھنے میں چند روز تو لگے ہوں گے۔ یحییٰ بن عفیف کہتے ہیں: ''میں زمانۂ جاہلیت میں مکہ آ کر عباس بن عبد المطلب کا مہمان ہوا۔ دن چڑھتے ہی ایک نوجوان نے کعبے کا رخ کیا، کچھ ہی دیر بعد ایک لڑکا آ کر اس کے دائیں طرف اور ایک خاتون پیچھے کھڑی ہو گئی۔ وہ مل کر رکوع و سجود کرنے لگے۔ مجھے عباس نے بتایا: یہ میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ، علی بن ابو طالب اور خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ یہ تینوں ایک دین کے پیروکار ہیں۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے وقت سیدہ خدیجہ کی عمر پچپن سال تھی۔ ان کے اسلام قبول کرنے سے اشاعت اسلام پر خوش گوار اثر پڑا۔ بنو اسد میں ان کے دس عزیزوں نے اسلام قبول کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے کے بعد خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کی اس ترتیب سے چھ اولادیں ہوئیں۔ قاسم، زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ اور عبداللہ۔ عبداللہ کے علاوہ سب بچے آپ کے منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے پہلے پیدا ہوئے۔ پہلے بیٹے قاسم کے نام پر آپ کی کنیت ابو القاسم تھی۔

www.javedahmadghamidi.net

نعمت ایمان سے سرفراز ہونے کے بعد ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سب دولت و ثروت تبلیغ اسلام کے لیے وقف ہو گئی۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کاروبار ترک کر کے دینی امور میں مصروف تھے۔ آمدن بند ہو جانے کے بعد جمع پونجی پر گزر بسر ہو رہی تھی۔ بڑے صاحب زادے قاسم دو سال کے ہو کر ابھی چلنا شروع ہوئے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ بڑی بیٹی زینب کی شادی حضرت خدیجہ کے بھانجے ابو العاص سے ہو چکی تھی۔ دوسری اور تیسری دختران رسالت رقیہ اور ام کلثوم کا نکاح آپ کے چچا ابولہب کے بیٹوں سے ہوا تھا جو چچا کی اسلام دشمنی کی وجہ سے فسخ کر دیا گیا تھا۔ ان میں سے بڑی رقیہ کا نکاح آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرما دیا اور بعثت کے دو برس بعد رخصتی ہو گئی۔ ام کلثوم اور فاطمہ ابھی چھوٹی تھیں۔ نبوت کے ایک سال بعد عبداللہ کی ولادت ہوئی۔ ابو ہالہ سے حضرت خدیجہ کے پہلے دو بچے ہالہ اور ہند بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھے، اس لیے ربیب رسول کہلاتے تھے۔ جوں جوں کفار کی مخالفت بڑھتی گئی، حضرت خدیجہ کی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ وہ خود بھی صبر سے کام لیتیں اور آپ کو بھی تسلی دیتیں۔ عبداللہ کی پیدایش سے بڑے بیٹے قاسم کی مرگ کا صدمہ کم ہو گیا تھا، لیکن طاہر و طیب کا لقب پانے والے عبداللہ قاسم سے بھی کم عمر میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ۵ نبوی میں ہجرت حبشہ پیش آئی۔ اس وقت رقیہ کی عمر بارہ برس تھی۔ وہ

اپنے شوہر عثمان غنی کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کر گئیں۔ ان کی واپسی ۴ سال کے بعد ۹ نبوی میں ہوئی۔ اتنا عرصہ بیٹی سے جدائی بھی ماں کے لیے تکلیف دہ عمل تھا۔ ۸ نبوی میں حبشہ ہی میں خانوادۂ رسالت کے پہلے نواسے عبداللہ بن عثمان کی ولادت ہوئی۔

محرم ۷ نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا۔ حبشہ کے شاہ نجاشی نے مہاجر صحابہ کو پناہ دی۔ دو نامی صحابہ عمر بن خطاب اور حمزہ بن عبدالمطلب کے مشرف بہ اسلام ہونے سے اسلام کو طاقت ملی تو قریش نے باہم مشورے سے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا مقاطعہ کر دیا۔ کعبے کے متولی خاندان بنو عبدالدار کے منصور بن عکرمہ نے ایک معاہدہ تحریر کر کے کعبے کے اندر لٹکا دیا۔ اس کی رو سے کوئی شخص بنو ہاشم سے بات چیت کر سکتا تھا نہ ان سے میل جول رکھ سکتا تھا۔ کھانے پینے کا سامان ان کو پہنچا سکتا تھا نہ ان سے رشتہ داری وقرابت کر سکتا تھا جب تک وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے لیے قریش کے حوالے نہ کر دیتے۔ ان دونوں خاندانوں کے پچاس کے قریب افراد نے جبل ابو قبیس کے ایک درے کی گھاٹی میں پناہ لی جو شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہے۔ یہ بنو ہاشم کا موروثی درہ تھا۔ ابو طالب اور سیدہ خدیجہ آپ کے ساتھ تھے جبکہ ابولہب بنو عبدالمطلب میں سے ہونے کے باوجود الگ رہا۔ تین سال آپ اور آپ کے اہل خانہ یہاں مقیم رہے۔ کھانے پینے کی چیزیں بہت مشکل سے چھپ چھپا کر پہنچتی تھیں۔ حضرت خدیجہ کے تین بھتیجے حکیم بن حزام، ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن اسود کافر ہونے کے باوجود غلہ پہنچاتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے سوتیلے بھائی نضلہ کا رشتے کا پوتا ہشام بن عمرو قرابت داری کا پاس کرتے ہوئے اونٹ پر کھانے کا سامان لاد کر لاتا اور درے کے قریب چھوڑ جاتا۔ مسلسل تین سال تک آپ نے اور تمام اہل ہاشم نے یہ مصیبتیں جھیلیں۔ اس دوران میں منصور عبدری کا وہ ہاتھ ہی مفلوج ہو چکا تھا جس سے اس نے معاہدہ تحریر کیا تھا۔ معاہدے کی دستاویز کو دیمک کھا چکی تھی اور اس پر اللہ کے نام کے سوا کچھ نہ بچا تھا۔ قریش میں بھی ایسے افراد تھے جو اس بائیکاٹ کو پسند نہ کرتے تھے۔ چنانچہ پانچ معزز قریشی اس معاہدے کو توڑنے کے لیے آگے بڑھے۔ ہشام بن عمرو عامری، زہیر بن ابوامیہ مخزومی، مطعم بن عدی، ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن اسود ان کے نام تھے اور ان میں سے آخری دو خدیجہ کے بھتیجے تھے۔

شعب ابی طالب سے نکلے کچھ روز ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریک حیات اور دکھ سکھ میں ان کا ساتھ دینے والی سیدہ خدیجہ کی وفات ہوگئی۔ ان کی عمر ۶۵ سال تھی۔ یہ ہجرت سے ۳ برس پہلے کا واقعہ ہے۔ تاریخ ۱۰ رمضان ۱۰ نبوی تھی۔ حجون کے قبرستان میں عبدالمطلب کی قبر سے کچھ دوران کی تدفین کی گئی، ام ایمن اور

www.javedahmadghamidi.com

ام فضل نے ان کو غسل دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر میں اترے، اب اس قبرستان کو جنت المعلا کہا جاتا ہے۔ تین دن قبل آپ کے چچا ابو طالب انتقال کر چکے تھے، ان دونوں صدموں کی بنا پر ۱۰ نبوی کے سن کو عام الحزن (غم کا سال) کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ خدیجہ کی خدمات کا اعتراف کر کے فرمایا کرتے تھے: ''خدیجہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب لوگوں نے میرا انکار کیا اور انھوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب اور لوگوں نے مجھے جھوٹا قرار دیا۔ انھوں نے اپنے مال سے اس وقت میری مدد کی جب دوسروں نے مجھے اس سے محروم کر دیا۔ اللہ نے مجھے ان سے اولاد دی جب کہ دوسری ازواج سے یہ نعمت نہ ملی۔'' آپ نے انھیں جنت کی بشارت بھی دی۔ آپ زندگی بھر ان کو یاد کرتے رہے حتیٰ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''آپ اکثر ان کا ذکر فرماتے تھے۔ کوئی بکری بھی ذبح کرتے تو خدیجہ کی سہیلیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر انھیں اس میں سے حصہ بھیجتے۔'' جبریل علیہ السلام بھی خدیجہ کے لیے سلام لے کر آتے۔ اللہ ان پر رحمتیں فرمائے۔

مطالعۂ مزید: الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبد البر)، السیرۃ النبویہ (ابن کثیر)، رحمت للعالمین (قاضی سلیمان منصور پوری)، اردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی)۔

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net